سوال

(730) نمازِ عید کے بعد اجتماعی دعا کی ثبوت نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

۱۰ مئی (۲۰۰۲ء) کے ''الاعتصام'' میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا: کہ نمازِ عید کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں، اور بے ثبوت شے کا اختیار کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ خاکسار گزشتہ پون صدی کے دوران ملک ہندوپاک کے مختلف شہروں میں عید کی نمازوں میں شامل ہوتا رہا اور ہر جگہ خطبے کے بعد اجتماعی دعا ہی ہوتی رہی۔ بلکہ علمائے کرام اور ائمہ نماز عید کے دن اس عمل کی تاکید بھی فرماتے رہے۔ خصوصاً ''صحیحین'' کے حوالے سے جہاں حائضہ عورتوں کی عید کے اجتماع میں شمولیت کی تاکید ہے یعنی 'وَيَشهَدنَ الخَيرَ، وَدَعوَةَ المُؤمِنِينَ' اور 'فَيَشهَدنَ جَمَاعَةَ المُسلِمِينَ وَدَعوَاتِهِم'" (صحیح البخاری، کتاب الصلاة، بَابُ وُجُوبِ الصَّلاَةِ فِي الثِّيَابِ، رقم: ۳۵۱")

'يَشهَدنَ الخَيرَ، وَدَعوَةَ المُسلِمِينَ' صحیح مسلم، (كِتَابُ صَلَاةِ العِيدَينِ، بَابُ ذِكرِ إِبَاحَةِ خُرُوجِ النِّسَاءِ فِي العِيدَينِ، رقم: ۸۹۰، صحیح البخاری، رقم: ۱۶۵۲)

یومِ عید کو اجتماعی دعا کو سنت کے مترادف خیال کیا جاتا رہا۔ مگر اب اس کے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا جانے لگا ہے۔ محولہ بالا احکام نبویؐ کے باوصف اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہمؓ کا معمول اجتماعی دعا کا نہیں تھا، تو اس کا ثبوت بھی ہونا چاہیے کہ ان کا طریق کار کیا تھا؟ کیا وہ (مردوزن) خطبے کے فوراً بعد عیدگاہ کو چھوڑ دیتے تھے یا انفرادی دعائیں مانگتے رہتے تھے۔ جب کہ کسی کی دعا قلیل اور کسی کی طویل ہوسکتی تھی۔ بات کچھ سمجھ میں نہیں آرہی، کہ مسلک اہلِ حدیث کے علماء کرام نے بھی اس ''بدعت'' کو کیسے جاری رکھا ہوا ہے۔ جن عورتوں کو نماز کی معافی ہو ان کی عیدگاہ میں حاضری کےلیے تاکید کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟ صرف خطبہ سن کر چلے جانا یا کچھ اور بھی؟ مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ظاہر یہ ہے، کہ مشارٌالیہ حدیث میں دَعوَةَ المُسلِمِينَ سے مراد خطبۂ عیدین میں ذکر و اذکار اور کلماتِ وعظ و نصیحت ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوسکا، کہ عیدین کے بعد دعا کی۔ احادیث کے راویوں میں سے کبھی کسی راوی نے بھی اس بات کا تذکرہ نہیں کیا۔ بلکہ اس وقت جو شے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ وہ یہ ہے، کہ مسلمانوں کی جملہ حاجات و ضروریات کا جائزہ لے کر ان کے حل کی سعی فرماتے۔ حقیقتاً جب ساری ہیئت اجتماعی دعا ہی ہے، تو پھر خود ساختہ تکلفات میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے، جس میں بجائے فائدے کے نقصان کا پہلو یقینی ہے۔ حقیقت یہ ہے، کہ یہ سبھی کچھ رُوحِ نماز سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ نماز تو مُناجاتِ رب اور قرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (العلق: ۱۹) ''اور سجدہ کرو اور قرب (الٰہی) حاصل کرتے رہو۔''

صحیح مسلم میں حدیث ہے :

'أَقرَبَ مَایَکُونُ العَبدُ مِن رَّبِّہِ، وَہُوَسَاجِدٌ فَاَکثِرُوا الدُّعَاءَ' (صحیح مسلم، بَابُ مَا یُقَالُ فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ، رقم : ۴۸۲")

''سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے، لہٰذا بکثرت دعا کیا کرو۔''

باقی رہی یہ بات کہ تمام علمائے حدیث کا عمل عید کے بعد اجتماعی دعا پر رہا ہے۔ تو یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ بلکہ بات یوں ہے، کہ محققین اہلِ علم کبھی اس بات کے قائل نہیں رہے۔ کیونکہ اس کی کوئی سند نہیں۔ ہمارے شیخ حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید علامہ عبیداللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

'لَم یَثبُت عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ دُعَاءٌ بَعدَ صَلٰوۃِ العِیدَینِ، وَلَم یَنقُلِ الدُّعَاءَ اَحَدٌ بَعدَہَا' مرعاۃ المفاتیح : ۲ ۳۳۱

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدین کے بعد دعا ثابت نہیں ہو سکی۔ اور نہ کسی نے اس کے بعد دعا نقل کی ہے۔''

لہٰذا عمل دلیل کے تابع ہونا چاہیے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دعا میں طریقہ وہی تھا، جس کی سنت سے وضاحت ہو چکی، اور صحابیاتؓ سوال : بھی اسی پر عمل پیرا تھیں۔

میرے اس فتوے پر ''محدث'' لاہور (ربیع الاول ۱۴۲۳ھ) میں مولانا محمد رمضان سلفی صاحب (استاذ جامعہ لاہور الاسلامیہ) نے بایں تعلیق فرمائی ہے : ''محترم حافظ صاحب کی سجدہ والی مثال حائضہ عورت کے حوالہ سے واضح نہیں ہے، کیونکہ حائضہ عورت نماز نہیں پڑھتی۔ البتہ حدیث میں وارد لفظ ''ودعوتھم'' کی دعا کے ساتھ تفسیر صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ صحیح البخاری میں ہے۔

'عَن أُمِّ عَطِیَّۃَ، قَالَت : کُنَّا نُؤمَرُ اَن نَخرُجَ یَومَ العِیدِ حَتّٰی نُخرِجَ البِکرَ مِن خِدرِہَا، حَتّٰی نُخرِجَ الحُیَّضَ، فَیَکُنَّ خَلفَ النَّاسِ، فَیُکَبِّرنَ بِتَکبِیرِہِم، وَیَدعُونَ بِدُعَائِہِم یَرجُونَ بَرَکَۃَ ذٰلِکَ الیَومِ وَطُہرَتَہٗ' (صحیح البخاری، بَابُ التَّکبِیرِ اَیَّامَ مِنًی، وَإِذَا غَدَا اِلٰی عَرَفَۃَ، رقم : ۹۷۱، مع الفتح : ۲ ۴۶۱)

''حضرت اُم عطیہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں عید کے دن نکلنے کا حکم ہوتا۔ یہاں تک کہ ہم کنواری اور حیض والی عورتوں کو بھی ساتھ لے جائیں۔ وہ لوگوں کے پیچھے سے مردوں کے ساتھ تکبیریں کہتیں اور ان کی دعا میں شریک ہوتی تھیں....''

حدیثِ نبوی سے ہی لفظ 'دعوت، کی وضاحت آجانے کے بعد دیگر معانی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔''

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ مضمون کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ سجدے والی مثال کا تعلق ان افراد سے ہے جنہوں نے نماز پڑھنی ہے اور عید کے اجتماع میں حائضہ کی شرکت صرف کلماتِ ذکر و اذکار وغیرہ میں ہے۔ جس حدیث میں ''یَدعُونَ بِدُعَائِہِم'' کا ذکر ہے اس سے مقصود بھی ہیئت اجتماعی میں شرکت ہے جس میں کلماتِ وعظ و نصیحت اور ذکر اذکار شامل ہیں، جس پر دعا کا اطلاق ہوا ہے۔ نہ کہ نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ : 631